۲ ۶

2615 31/172

دار الافتاء
فتوی نمبر ۲۸/۱۵۱۲
جامعہ دارالعلوم کراچی

محترم مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک امام صاحب ضعف اور پیرانہ سالی کی وجہ رکوع سجدہ اور
قیام قعدہ اولیٰ سے میں اپنے خاص رفتار سے چل رہے ہیں
بعض مقتدی حضرات نے امام کو بتایا بھی کہ چار رکعت والی نماز میں
قعدہ اولیٰ سے اٹھتے ہوئے ابھی آپ کی کمر سیدھی نہیں ہوتی ہے
کہ پیچھے دوسری تیسری صف میں ہم مکمل قیام کی حالت میں پہنچ
جاتے ہیں ایک صاحب نے تو بتایا کہ ایک دن ہم چوتھی صف والے سب پہلے کھڑے ہوگئے امام صاحب کی کمر ابھی جھکی تھی
نیز بعض مقتدی کہہ رہے ہیں قیام سے سجدے کو جاتے ہوئے بھی ہم
پہلے پہنچ جاتے ہیں آپ کے سر رکھنے سے پہلے ہمارا سر زمین سے
لگ جاتا ہے آپ بعد میں رکھتے ہیں

بعض مقتدی حضرات کو اس سے سخت تشویش لاحق ہے کیا اس طرح
نماز میں کوئی خلل تو واقع نہیں ہوتی ہے

یاد رہے کہ امام صاحب قعدہ اولیٰ سے اٹھتے وقت اللہ اکبر جو کہتا ہے
بعض پڑھے لکھے مقتدیوں نے نوٹ کیا ہے کہ اتنا مختصر کہتا ہے کہ ابھی اٹھتے ہوئے
رکوع کی حالت تک ہی ہوا ہے کہ اللہ اکبر خلاص یعنی مکمل کر جاتا ہے
مقتدی اللہ اکبر کہ آپ کے ساتھ اپنا پوزیشن مضبوط کئے ہوئے ہوتے ہیں
وہ سیدھے قیام میں جاتے ہیں اور پہنچ جاتے ہیں جبکہ امام صاحب ابھی راستے ہی میں
ہوتے ہیں یہی حالت تقریبا سجدے میں جاتے بھی ہے (یہ ضعف کی وجہ سے ہے)
یاد رہے کہ امام صاحب نیک صاحب ترتیب ہے بہت متقی انسان ہے
ایک خیرخواہ نے مشورہ دیا تھا کہ اللہ اکبر ساتھ کہنے کی بجائے پہلے قیام تک پہنچ جائے
یعنی قریب ہوکر پھر کہا کریں اسی طرح پہلے سجدہ کے قریب ہوجائے پھر اللہ اکبر کہے

سائل سیف اللہ خالد لانڈھی ملک مسجد
0321-2303899

(جواب ملنے تک)

10087

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

صورتِ مسئولہ میں مقتدیوں کا رکوع، سجدہ اور دوسری رکعت میں امام سے پہلے پہنچنا درست نہیں ہے، احادیث میں اس سے منع کیا گیا ہے، اس لئے مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ امام کے رکوع سے اٹھنے کے فوراً بعد سجدہ میں نہ چلے جائیں، بلکہ تھوڑی دیر انتظار کریں، یہاں تک کہ جب امام سجدہ میں پہنچنے کے قریب ہو جائے تو مقتدی بھی سجدہ میں چلے جائیں، اسی طرح جب امام دوسرے سجدہ کے بعد اگلی رکعت کے لئے تکبیر کہے تو مقتدی فوراً سجدہ سے سر نہ اٹھائیں، بلکہ جب انہیں اندازہ ہو جائے کہ ابھی امام اٹھنے کے قریب ہو گئے تب سجدہ سے سر اٹھائیں، جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آخری عمر میں جب آپ ﷺ کا بدن مبارک بھاری ہو گیا تھا اور ان ارکان کی طرف منتقل ہونے میں دیر ہو جاتی تھی، جس کی وجہ سے بعض صحابہ کرام حضور ﷺ سے پہلے ہی ان ارکان میں پہنچ جاتے تھے تو آپ ﷺ نے اس سے ممانعت فرمائی، کہ:

«لا تبادروني بركوع، ولا بسجود، فإنه مهما أسبقكم به إذا ركعت تدركوني به إذا رفعت، إني قد بدنت»

دار الافتاء

ترجمہ:

تم رکوع اور سجدہ میں مجھ سے پہلے نہ جایا کرو، (یہ نہ سوچو کہ اس طرح تو ہمارا رکوع اور سجدہ کم ہو جائے گا اور ہمیں ثواب کم ملے گا، کیونکہ) تم سے پہلے جانے کی وجہ سے میرا رکوع سجدہ وغیرہ کا جو حصہ زیادہ ہو جاتا ہے، تو جب میں سجدہ سے پہلے اٹھوں گا اور آپ لوگ میرے بعد اٹھو گے تو اس سے اس کمی کی تلافی ہو جائے گی۔

نمازیوں کا مذکورہ فعل اگرچہ درست نہیں ہے، گناہ ہے، تاہم اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا، نماز اس کے باوجود بھی صحیح ہو جاتی ہے۔

باقی سوال میں جو یہ طریقہ ذکر کیا گیا ہے کہ امام اس وقت تکبیر کہے جب وہ اٹھنے کے قریب ہو جائے، تو یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ تکبیرات ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف جانے کے لئے ہیں، اس لئے جب ایک رکن ختم ہو جائے تو اسی وقت تکبیر کہدینی چاہئے۔ نیز اس سے بعض مرتبہ شرعی حوالے سے مفاسد بھی پیدا ہو جاتے ہیں، مثلاً اگر کوئی مسبوق شخص امام کو نہ دیکھ رہا ہو اور وہ اس وقت یہ سمجھ کر کہ امام ابھی تک رکوع میں ہے اس نے نیت باندھی اور رکوع میں چلا گیا، اب وہ سمجھتا ہے کہ اس کو وہ رکعت مل گئی ہے، حالانکہ شرعاً اس کی وہ رکعت معتبر نہیں ہے کیونکہ امام پہلے ہی رکوع سے سر اٹھا چکا ہے۔

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ امام کے پیچھے نماز درست ہے، اور مقتدیوں کو چاہئے کہ اوپر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق عمل کرکے رکوع، سجدہ، اور دوسری رکعات میں امام سے پہلے نہ جائیں۔

تاہم مناسب اور بہتر یہ ہے کہ مذکورہ ضعیف العمر امام کو خطابت، درس قرآن وغیرہ کی خدمت سپرد کی جائے، یا کبھی کبھار نماز پڑھادیا کریں، باقی مستقل طور پر نمازیں پڑھانے کے لئے کسی ایسے امام کا انتظام کیا جائے جو معذور اور زیادہ ضعیف نہ ہو، اور جو سنت کے مطابق معتدل طریقہ سے نماز پڑھاسکے، تاکہ نمازی مذکورہ ارکان میں امام سے پہلے پہنچنے کی وجہ سے گناہگار نہ ہوں۔

سنن أبي داود (١ / ١٦٨):

٦١٩ - قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا تبادروني بركوع، ولا بسجود، فإنه مهما أسبقكم به إذا ركعت تدركوني به إذا رفعت، إني قد بدنت»

وفيه أيضا:

٦٢٠ - ... حدثنا البراء، وهو غير كذوب «أنهم كانوا إذا رفعوا رءوسهم من الركوع مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قاموا قياما، فإذا رأوه قد سجد سجدوا»

٦٢١ ... عن البراء، قال: «كنا نصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم فلا يحنو أحد منا ظهره حتى يرى النبي صلى الله عليه وسلم يضع»

٦٢٢ - ...حدثني البراء، " أنهم كانوا يصلون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا ركع ركعوا، وإذا قال: سمع الله لمن حمده، لم نزل قياما، حتى يروه قد وضع جبهته بالأرض، ثم يتبعونه صلى الله عليه وسلم "

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (١ / ٤٩٧):

(قوله ثم يكبر مع الخرور) بأن يكون ابتداء التكبير عند ابتداء الخرور وانتهاؤه عند انتهائه شرح المنية، ويخر للسجود قائما مستويا لا منحنيا

بذل المجهود شرح السنن لأبي داود:

دار الافتاء

(جاری ہے ...)

00089

Scanned by CamScanner

انتهى ملخصا . و الحديث نص فى المنع من تقدم المأموم على الامام فى الرفع من السجود و يلتحق به الركوع لكونه فى معناه . و اما التقدم على الامام فى الخفض فى الركوع و السجود فقيل يلتحق به من باب الأولى لأن الاعتدال و الجلوس بين السجدتين من الوسائل و الركوع و السجود من المقاصد . و إذا دل الدليل على وجوب الموافقة فيما هو وسيلة فأولى أن يجب فيما هو مقصد و قد ورد الزجر عن الخفض و الرفع قبل الامام فى حديث آخر أخرجه البزار من رواية مليح بن عبد الله السعدى عن أبى هريرة مرفوعا الذى يخفض و يرفع قبل الامام إنما ناصيته بيد الشيطان . انتهى كلام الحافظ . قلت : و لأجل ذلك عقد الباب أبو داؤد فيمن يرفع او يضع قبله فأدخل الوضع فيه أيضا .

وفي معارف السنن للشيخ البنوري:

إذا رفعوا رؤسهم من الركوع مع رسول الله ﷺ قاموا قياماً] أى قياماً طويلا أو يقال بقوا قائمين [فاذا رأوه (١)] أى الصحابة رسول الله ﷺ [قد سجد سجدوا] و الحاصل أنه لما منعهم رسول الله ﷺ عن المبادرة خافوا أنهم إذا سجدوا مع رسول الله ﷺ لعلهم يسبقونه فكانوا ينتظرون سجوده قياماً فاذا رأوه سجد سجدوا ، قال الشامى فى حاشية الدرالمختار بعد ما أطال الكلام فى المتابعة والحاصل ...

(لاحظ عبارة العلامة الشامى على الصفحة التالية)

وفي معارف السنن للشيخ محمد يوسف البنوري:

المبادرة تكره تحريماً ، فيكون تركها واجباً ، صرح الشيخ ابراهيم الحلبى بأن متابعة المقتدى الإمام فى الأركان الفعلية لا خلاف فى لزومها عند الأئمة كلهم ، إذ هى مواضع الاقتداء . والأصل فيه قوله عليه السلام : « إنما جعل الإمام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه الخ » رواه البخاري ومسلم ، وإنما الاختلاف بينهم فى المتابعة فى الركن القولى وهو القراءة ا ﻫ ملخصاً من "شرح المنية الكبير" (ص ٥٢٥) (باب الإمامة) . ومسألة وجوب المتابعة يذكرها علماؤنا فى إدراك الفريضة ، وبعضهم فى واجبات الصلاة ، وبعضهم فى الإمامة فليتنبه . وقد صرح علماء المذاهب الثلاثة من المالكية والشافعية والحنابلة : أن من سبق الإمام ارتكب حراماً وأجزأت صلاته . فهذا صريح فى اجماع الكراهة التحريمية مع الصحة عندهم ، فلا عبرة لما يدعيه ابن تيمية من عدم اجتماعها . قال البدرالعينى فى "العمدة" (٢ ــ ٧٥٦) : وقال القرطبى : من خالف الإمام فقد خالف سنة المأموم ، وأجزأته صلاته عند جميع العلماء . [illegible]

[illegible]

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (١ / ٤٧١):

(جاري ...)

10090

والحاصل أن المتابعة في ذاتها ثلاثة أنواع: مقارنة لفعل الإمام مثل أن يقارن إحرامه لإحرام إمامه وركوعه لركوعه وسلامه لسلامه، ويدخل فيها ما لو ركع قبل إمامه ودام حتى أدركه إمامه فيه.

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (١ / ٢١٨):

، ويكره للمأموم أن يسبق الإمام بالركوع والسجود؛ لما روي عن النبي – صلى الله عليه وسلم – أنه قال: «لا تبادروني بالركوع والسجود فإني قد بدنت»

ولو سبقه ينظر إن لم يشاركه الإمام في الركن الذي سبقه أصلا لا يجزئه ذلك حتى إنه لو لم يعد الركن وسلم تفسد صلاته؛ لأن الاقتداء عبارة عن المشاركة والمتابعة ولم توجد في الركن وإن شاركه الإمام في ذلك الركن أجزأه عندنا خلافا لزفر.

معالم السنن (١ / ١٧٦):

قوله تدركوني إذا رفعت يريد أنه لا يضركم رفع رأس وقد بقي عليكم شيء منه إذا أدركتموني قائماً قبل أن اسجد وكان صلى الله عليه وسلم إذا رفع رأسه من الركوع يدعو بكلام فيه طول. وقوله إني قد بدنت يروى على وجهين أحدهما بدنت بتشديد الدال ومعناه كبر السن يقال بدن الرجل تبدينا إذا أسن والآخر بدُنت مضمومة الدال غير مشدودة ومعناه زياده الجسم واحتمال اللحم. وروت عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما طعن في السن احتمل بدنه اللحم. وكل واحد من كبر السن واحتمال اللحم يثقل البدن ويثبط عن الحركة..............والله اعلم بالصواب

كليم الله

بنده كليم الله عفى عنه

دار الافتاء جامعه دار العلوم كراچی

١٣-ربيع الثانی-١٤٣٤ھ

٢٤-فروری-٢٠١٣ء

الجواب صحيح

احقر محمود اشرف غفر الله

١٣/٤/١٤٣٤ھ

الجواب صحيح

الجواب صحيح

١٣/٤/١٤٣٤ھ

مفتی

دار الافتاء

٢٨/١٥١٢

Scanned by CamScanner